اصول فقہ کا آغازوارتقاء اور موجد (تحقیقی مطالعہ)

ندیم عباس

‘Principles of Jurisprudence’ is counted one of the rudimentary and significant Islamic sciences. It is beautiful unification of rational and descriptive sciences. We find many examples among companions of Holy Prophet (PBUH) when they used to apply the principles of jurisprudence to extract the legitimate commands and instructions. At that time the science of ‘Principles of Jurisprudence’ was in its initial stage. Later on, in the era of ‘Followers of Companions’ this particular science expanded. Talking about the actual originator of this science there exist numerous opinions. Among them Imam Abu Hanifa, Imam Abu Yusuf, Imam Shebani, Imam Baqir and Imam Jafar Sadiq have been considered to be the pioneers of this science. However, the first written script of the Principles of Jurisprudence is known as ‘Al-Risalah’ produced by Imam Shafi (R.A). For this reason majority of Islamic Scholars consider Imam Shafi (R.A) the actual pioneer of the science of Principles of Jurisprudence. Al-Risalah, Al-Manar, Roza tul Nazir and Al-Uddat fi Asool Il Fiqh are the books of the Science of Principles of Jurisprudence. Imam Shafi, Allama Shashi, Sheikh Tusi, Ibn e Hajib and Ibn Qadamah are some prominent names in the Science of Principles of Jurisprudence.

Key words: Jurisprudence, Al-Risalah, Principles

علم اصول فقہ کا آغاز

وزٹنگ فیکلٹی ممبر ائر یونیورسٹی اسلام آباد

علم اصول فقہ اسلامی علوم میں ایک بنیادی حیثیت کا حامل علم ہے مسلمان علما و محققین نے علم اصول فقہ کی بنیادیں رکھیں پھر اسے بامِ عروج تک پہنچا یا اسی مسلسل کو شش اور محنت کا نتیجہ ہے کہ آج ہمارے پاس اسلامی قانون کی بنیادیں موجود ہیں۔

علم اصول فقہ کے آغاز کی بحث کرتے ہوےعلامہ ابن خلدون فرماتے ہیں کہ اصول فقہ اسلام میں بعد والوں کی ایجاد ہے سلف اس سے بے نیاز تھے کیونکہ الفاظ سے معانی کے سمجھنے کے لیے اس زبانی ملکہ کے علاوہ کسی اور چیز کی ضرورت نہ تھی جو ان میں فطری طور پر پایا جاتا تھا وہ قوانین جن کی احکام الہیہ کے سمجھنے کے سلسلے میں ضرورت پیش آتی ہے سب انہیں معلوم تھے اسناد کے مطالعہ کی انہیں ضرورت نہ تھی کیونکہ وہ عہد نبوت کے قریب تھے جب سلف کا زمانہ ختم ہوگیا تو تمام علوم صنعتوں میں تبدیل ہونے لگےاور فقہاء اور ارباب اجتہاد کو ان اصول و قوانین کو حاصل کرنے کی ضرورت پڑی تاکہ دلائل سے احکام کا استفادہ کیا جاسکے چنانچہ انہوں نے اسے ایک مستقل فن بنا دیا جس میں قوانین کو مرتب کر کے اسے اصول الفقہ کا نام دے دیا۔(1)

ڈاکٹر محمود احمد غازی لکھتے ہیں کہ مسلمانوں نے علم اصول فقہ کو ایجاد کیا اس سے پہلے کسی بھی مذہب یا تہذیب میں اس قسم کا علم موجود نہ تھا اسلام سے پہلے دنیا پر مصری ،یونانی ،رومی ،ہندی اورعراقی تہذیبیں تھیں ان تمام میں جزوی اور فروعی مسائل کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں مگر کسی بھی جگہ اصول فقہ ایک الگ مستقل اور جدا علم کے طور پر نہیں ملتا اس میں کوئی شک نہیں کہ افلاطون کی مشہور کتاب جمہوریہ اور ارسطو کی قوانین میں قانون کی حیثیت کے بارے میں بہت دقیق نکات ملتے ہیں لیکن یہ ابحاث کوئی جداگانہ حیثیت نہیں اختیار کر سکیں ان ابحاث کو فلسفہ ،اخلاقیات یا سیاسیات کے ذیل میں ذکر کیا گیا ہے ان ابحاث کو فلسفہ ،اخلاقیات اور سیاسیات سے الگ کرنا مشکل ہے یہودیوں اور ہندوں کے پاس قوانین کے قدیم مجموعے موجود ہیں لیکن ان کے ہاں اصول فقہ کے ابتدائی تصورات بھی بہت کم ہیں اسلامی تاریخ میں مسلمان فقہاء نے آغاز میں ہی اصول فقہ کو ایک الگ علم کے طور پر متعارف کرا دیا مسلمانوں نے پہلی بار دنیا کو اصول الفقہ جسے اصول قانون بھی کہا جاتاہے کا علم دیا اور دنیا میں اس علم کی کمی کا احساس کیا جارہا تھا اس کو پورا کیا مسلمان فقہاء نے

دوسری صدی ہجری کے آغاز میں اس علم کی بنیاد ڈالنے پر غور فکر شروع کیا۔ (2)

مسلمان علما نے وقت کی ضرورت کو سمجھتے ہوئے اصول فقہ کی بنیاد رکھی جو بعد میں پوری فقہ کی بنیاد ٹھہرا اور اس کے ذریعے اسلامی قانون کی مستحکم بنیادیں معرض وجود میں آئیں ۔

علم اصول فقہ کی اہمیت

علم اصول فقہ ایک بنیادی اسلامی علم ہے یہ اسلامی علوم میں اس حوالے سے بھی ممتاز ہے کہ اس میں عقل و نقل دونوں کی اہمیت کو تسلیم کرنے کے بعد ان سے یکساں استفادہ کیا جاتا ہے اس کے ذریعے ہی اسلامی قانون معرض وجود میں آتا ہے اس کی اسی اہمیت کے پیش نظر اسلامی مسالک کے تمام مدارس میں یہ علم بطور نصاب پڑھایا جاتا ہے کوئی مجتہد جب تک اس پر دسترس حاصل نہ کر لے اس وقت تک فتوی نہیں دے سکتا اس علم کی اہمیت درج ذیل علما کی آراء سے واضح ہوتی ہے ۔

علامہ اسنوی

علم اصول فقہ بڑی شان ومنزلت کا حامل ہے اس میں نفع عظیم پایا جاتا ہے اسی کے ذریعے احکام شرعیہ کو ادلہ سے حاصل کیا جاتا ہے اور اسی کےذریعے فتاوی دیے جاتے ہیں۔(3)

غزالی

علامہ غزالی کہتے ہیں کہ سب سے بہترین علم وہ ہے جس میں عقل اور نقل دونوں موجود ہوں اور اصول فقہ عقل و سمع حسین امتزاج ہے اور اس میں عقل و نقل دونوں سے استفادہ کیا جاتاہے عقل کی وجہ سے نقل سے ہاتھ نہیں اٹھایا جاتا اور اسی طرح نقل کی وجہ سے عقل کو بالکل ترک کردیا جائے ایسا بھی نہیں ہوتا۔(4)

علامہ قرافی

علامہ قرافی فرماتے ہیں اگر علم اصول فقہ نہ ہوتو شریعت اسلامی کے مسائل میں سے کوئی چھوٹا بڑا مسئلہ حل نہیں ہو سکتا کیونکہ ہر حکم شرعی کا کوئی سبب یا دلیل ہوتی ہے اور جب اصول الفقہ کو ترک کرتے ہیں تو اس کا مطلب ہے اس حکم کی دلیل یا سبب کو ترک کیا جا رہا ہے اصول الفقہ کو ترک کرنا ایسے ہی ہے جیسے بغیر دلیل کے شریعت کو ثابت کیا رہا ہے۔ (5)

عبداللہ محمد الخلیلی

مشہور محقق عبداللہ محمد خلیلی اصول الشاشی کے مقدمہ میں اصول فقہ کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ علم اصول علوم شرعیہ میں بہت عالی شان عظمت کا مالک علم ہے اس کی قدر و منزلت بہت زیادہ ہے اس کے فوائد بھی زیادہ ہیں یہ اصول دین اور فروع دین دونوں کو شامل ہے۔ (6)

ان تمام علما کرام کی آراء سے علم اصول فقہ کی اہمیت واضح ہوتی ہے یہ اسلامی فقہ کے لیے اساس کی حیثیت رکھتا ہے اسکے بغیر شریعت اسلامی کے احکامات کو اخذ کرنا انتہائی مشکل ہے اور ممکن ہے اس کے بغیر جس نتیجہ تک پہنچیں وہ درست ہی نہ ہو اس لیے علما کرام نے کسی بھی مجتہد کے لیے یہ ایک بنیادی شرط قراد دی ہے کہ وہ اصول فقہ کا عالم ہو یہ اصول فقہ کی اہمیت کی دلیل ہے کہ اس کے بغیر کوئی مجتہد نہیں بن سکتا اورجو بھی شریعت سے احکام کا استنباط کرنا چاہتا ہے وہ اس کا محتاج ہے

علم اصول فقہ کا ارتقا ء

علم اصول فقہ نے بتدریج ترقی کی ہے آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو اس فن کے کلیات کی تعلیم دی اس کے بعد صحابہ نے اس میں اضافے کیے اور یہ علم اسی طرح ترقی کرتا رہا اور امام شافعیؒ کے زمانے تک ایک الگ علم کی صورت اختیار کر گیا ہم ترتیب وار اس ارتقاء کا جائزہ لیتے ہیں۔

اصول فقہ نبی مکرم ﷺ کے زمانے میں

آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو احکام کو
ان کی ادلہ سے استنباط کرنے کی تربیت دی کیونکہ یہ تو ممکن نہ تھا کہ ہر صحابی ہر وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر احکام اسلام کو دریافت کرے

بالخصوص آپ ؐکی زندگی کے آخری زمانے میں جب اسلام کی روشنی پوری عرب دنیا میں پھیل چکی تھی اور عرب کے تمام بڑے قبائل اسلام قبول کر چکے تھے لوگوں تک بات پہنچانے کے ذرائع انتہائی محدود تھے سب لوگوں کا مدینہ آنا ممکن نہ تھا اور بعض مسائل فوری نوعیت کے ہوتے ہیں جن کے حل کے لیے بہت زیادہ انتظار نہیں کیا جا سکتا اس لیے نبی اکرمؐ نے صحابہ کرام کی تربیت کی جس تربیت کی روشنی میں یہ لوگ اجتہاد سے کام لیتے ہوئے احکام کا استنباط کیا کرتے تھے۔

اس حوالے سے حضرت معاذبن جبل اور آپ ؐکے دوران ہونے والی یہ گفتگو انتہائی اہم ہے آپؐ جب حضرت معاذ کو یمن بھیج رہے تھےاس وقت آپؐ اور حضرت معاذ کے درمیان ہونے والا مکالمہ یہ ہے ۔

آپ ؐنے پوچھا کہ کیسے فیصلہ کرو گے ؟ تو حضرت معاذ نے جواب دیا میں اللہ کی کتاب کے ذریعے فیصلہ کروں گا آپ صلی اللہ و آلہ وسلم نے پھر دریافت کیا اگر کتاب خدا میں اسے نہ پاو توکیا کرو گے ؟ تو حضرت معاذ نے جواب دیا میں اللہ کے رسول کی سنت کے ذریعے فیصلہ کروں گا آپ ؐنے پھر دریافت کیا اگر اللہ کے رسولؐ کی سنت میں بھی نہ پاؤ تو کیا کرو گے حضرت معاذ نے جواب دیا میں اپنی فہم اور رائے سے اجتہاد کروں گا توآپ ؐنے فرمایا شکرِ خدا جس نے اپنے رسولؐ کے رسول کی موفقیت فرمائی۔(7)

اس طرح آپ ؐنے حضرت معاذ کے طریقے کی تصویب فرمائی اور ان کے جواب پر مسرت اور خوشی کا اظہار فرمایا اس حدیث سے ایک بات واضح ہو کر سامنے آتی ہے کہ آپ ؐنے احکام شریعت اور پیش آنے والے مسائل کو قرآن و سنت سے استنباط کرنے کی حوصلہ افزائی فرمائی اور اس حدیث کے مطابق قرآن و سنت میں در پیش مسئلہ کی دلیل نہ ہونے کی صورت میں اجتہاد کی اجازت بھی دے دی ۔

ڈاکٹر محمود احمد غازی نے لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ و آلہ و سلم کی تربیت کے نتیجہ میں صحابہ کرام نے استدلال ،استحسان ، استصحاب ، اجتہاد اور قیاس سے استفادہ کیا اس کی مثالیں کتب حدیث میں ملتی ہیں آپ ؐکے دور میں اجتہاد اور قیاس سے کام لیا گیا جب صحابہ کرام ان اصولوں سے کام لیتے تو فورا آپ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی خدمت میں آتے اور اپنے اجتہاد کو پیش کرتے

آپ ؐدرست عمل کی تائید فرما دیتے اور اگر درست نہ ہوتا تو تصحیح فرما دیتے اور غلطی کی نشاندہی فرمادیتے عہد نبوی میں اجماع کا کوئی تصور نہ تھا اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اجماع کی تعریف یہ ہے کہ کسی ایسے معاملہ میں جہاں کتاب و سنت کی براہ راست راہنمائی دستیاب نہ ہو امت مسلمہ کے تمام مجتہدین مل کر کسی ایک اجتہاد پر اتفاق کر لیں اور یہ واضح ہے کہ آپ ؐ کی حیات مبارکہ میں اس کی ضرورت نہ تھی۔ (8)

نبی اکرمﷺ کا دور بنیادی طور پر وحی کا دور ہے اس میں احکامات براہ راست آپؐ پر نازل ہوتے تھے یہ اس دور کے خصائص میں ہے کہ اس میں احکامات وحی متلو یعنی قرآن یا وحی غیر متلو یعنی حدیث کی صورت میں ملتے تھے مگر اس کے باوجود اس دور میں بعض ایسے واقعات ہیں جن میں سے بعض کا ہم نے تذکرہ کیا نبی اکرم صحابہ کرام کی اجتہاد اور احکام کو قرآن و سنت کی روشنی میں تربیت کرتے نظر آتے ہیں۔نبی اکرمؐ قواعد کو بیان کرتے ہیں ان سے اجتہاد کرنے والے صحابہ کی حوصلہ افزائی فرماتے ہیں یہ ایک طرح سے صحابہ کرام کو ایسے دور کے لیے تیار کیا جا رہا ہے جب سلسلہ وحی بند ہوجائےگا تو اس وقت وہ کس طرح احکام کو اخذ کریں گے ۔

علم اصول فقہ صحابہ کرام کے زمانہ میں

جب ہم صحابہ کرام اور بالخصوص ان صحابہ کی زندگیوں پر نظر دوڑاتےہیں جو فقاہت میں ید طولی رکھتے تھے تو ہمیں بہت سے ایسے واقعات ملتےہیں جن سے اصول فقہ کے بہت سے قوانین کا پتہ چلتا ہے صحابہ کرام کے سامنے جب بھی کوئی نیا مسئلہ درپیش ہوتا تو سب سےپہلے قرآن مجید میں اس کا حکم دیکھا جاتا اور اگر قرآن میں ا س کا حکم موجود نہ ہوتا تو مسائل کو اجماع کے ذریعے حل کیا جاتا تھا

صحابہ کرام نے اس دور میں احکام کو استنباط کرنے کے لیے کچھ قواعد و ضوابط پر اتفاق کیا جن میں سے چند اہم مندرجہ ذیل ہیں :

۱ ۔اگرقرآن و سنت میں کسی ایک موضوع کے متعلق دو حکم ملتے ہوں تو بعد والے حکم کو پہلے حکم کا ناسخ یا مخصص قرار دیا جائے گا یعنی پہلا حکم یا منسوخ قرار دیا جائے گا یا اس کے انطباق کو دوسرے حکم کی روشنی میں

محدود یا مخصوص کر دیا جائے گا ا س حوالے سے محدثین نے روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود سے سوال کیا گیا اگر کوئی بیوہ خاتون امید سے ہو تو اس کی عدت کیا ہوگی؟ اس سوال کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ سورہ بقرہ کی آیت ۲۳۴ میں بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن بیان ہوئی ہے اور سورہ طلاق کی آیت ۵ میں حاملہ کی عدت وضع حمل بیان ہوئی ہے اب اگر کوئی بیوہ بھی ہو اور حاملہ بھی ہو اس کی عدت کیا ہوگی؟اس پر صحابہ کرام میں اختلاف ہے حضرت عبداللہ بن مسعود نے اس سوال کے جواب میں فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ چھوٹی سورۃ یعنی سورت طلاق بڑی سورۃ یعنی سورۃ بقرۃ کے بعد نازل ہوئی (9) اس طرح حضرت عبداللہ بن مسعود نے یہ اصول بیان فرما دیا کہ بعد آنے والا حکم پہلے سے آئے ہوئے حکم کو یا تو نسخ کر رہا ہو گا یا اس کی تقیید کررہا ہو گا یا اس کی تخصیص کر رہا ہو گا۔(10)

2۔ کسی بھی معاملے کا فیصلہ کرتے وقت یہ دیکھنا ضروری ہے کہ اس فیصلہ کے کیا نتائج برآمد ہوں گے اسی طرح کسی چیز کے جائز یا ناجائز ہونے کا فیصلہ کرتے ہوئے یہ پیش نظر رکھنا چاہیے کہ اس کے کیا نتائج نکلیں گے اگر کسی چیز کے نتائج غلط نکل رہے ہوں تو اس چیز کو ناجائز قرار دیا جائے گا احادیث میں بہت سے معاملات میں یہ اصول کار فرما نظر آتا ہے صحابہ کرام نے بھی اس اصول کی بنیاد پر بہت سے معاملات کا فیصلہ کیا چنانچہ حضرت عمر کے دور میں سزا کے تعین کی بابت مشورہ ہوا تو حضرت علی نے اس کے لیے اسی کوڑوں کی سزا تجویز کی اور فرمایا کہ جو شراب پیتا ہے وہ نشہ میں آکر ہذیان بکتا ہے اور جو شخص ہذیان بکتا ہے وہ بہتان طرازی بھی کر گذرتا ہے جس کی سزا اسی کوڑے ہے (11)لہذا شراب نوشی کی سزا بھی اسی کوڑے ہونی چاہیے قانون سازی کا یہ اصول اصطلاح میں حکم بالمآل کہلاتا ہے یعنی کسی چیز کی بابت فیصلہ کرنے میں اس کے انجام اور نتائج کو پیش نظر رکھنا۔(12)

۳۔ حضرت عمر کے زمانے میں یمن میں ایک عورت نے اپنے آشنا اور اس کے ایک ملازم سے مل کر اپنے سوتیلے بیٹے کو قتل کردیا یمن کے گورنر حضرت یعلی نے ان کی طرف ریفرنس بھیجا اور پوچھا کہ اس صورت حال میں کیا حکم ہے ؟ حضرت عمر نے جواب میں لکھا کہ ان سب کو قتل کردیا

جائے اور فرمایا کہ اگر صنعاء کے تمام باشندے اس بچے کے قتل میں شریک ہوتے تو میں ان سب کو بچے کے قصاص میں قتل کرا دیتا۔ (13)

یہاں واضح طور پر آنجناب نے سد ذریعہ کے اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ حکم دیا۔

۴۔ حضرت عمر کے زمانے میں کسی فریادی کی شکایت پر ایک خاتون کو طلب کیا گیا آپ کی طلبی کا حکم آنے سے وہ عورت اس قدر خوف زدہ ہوئی کہ اس کا حمل ساقط ہو گیا حضرت عمر نے صحابہ سے مشورہ کیا حضرت علی نے مشورہ دیا کہ اس بچے کی دیت آپ پر واجب ہے حضرت عمر نے یہ رائے قبول کی اور اپنی عاقلہ کے ذریعے مرنے والے بچے کی دیت ادا کرائی۔(14)

اس حکم کو قیاس سے اخذ کیا گیا ہے

۵۔ حضرت عمر نے بصرہ کے قاضی القضاۃ حضرت ابوموسی اشعری کے نام امور قضاوت سے متعلق ایک تفصیلی خط تحریر کیا جس میں بہت سے اصولی مباحث کا تذکرہ بھی کیا تھا آپ اس خط میں تحریر کرتے ہیں جن معاملات میں قرآن و سنت کی کوئی ہدایت موجود نہ ہو اور یہ معاملات تمہادے دل میں کھٹکتے ہوں ان کے بارے میں خوب غور فکر اور سمجھ سے کام لو ایسے نئے نئے مسائل حل کرنے کے لیے تم پہلے قرآن و سنت میں موجود ملتے جلتے مسائل اور اصولوں سے واقفیت حاصل کرو پھر نئے معاملات کو ان اصولوں پر قیاس کر لو اس کے بعد جو حل تمہاری رائے میں اللہ کو زیادہ محبوب ، اس کی مرضی کے زیادہ قریب اور حق سے زیادہ مشابہ معلوم ہو اس کو اختیار کر لو۔ (15)

اس خط میں حضرت عمر قرآن و سنت سے حکم کے نہ ملنے کی صورت میں قرآن و سنت سے ایسے اصولوں کو تلاش کرنے ان کو ایک قانون کی حیثیت دینے اور پھر نئے درپیش مسائل کو ان اصولوں کے ذریعے حل کرنے کا حکم دے رہے ہیں قائلین قیاس بھی اس عبارت کے ذریعہ قیاس کی حجیت پر دلیل لاتے ہیں۔

صحابہ کرام کے زمانے کا تحقیقی مطالعہ کرنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ نبی اکرمﷺ کی تربیت نے صحابہ کرام کے اندر ملکہ اجتہاد پیدا کر دیا تھا نبی اکرمﷺ کے بعد جب فتوحات کا سلسلہ مشرق و مغرب تک پھیل گیا نئے نئے مسائل پیش آئے جن کے بارے میں کوئی واضح نص موجود نہیں تھی تو صحابہ کرام نے فقہ کی وسعت کے اعتبارسے ادلہ فقہ میں بھی قرآن و سنت کی روشنی میں وسعت پیدا کی اور انتہائی مؤثر انداز میں درپیش مسائل کا شرعی حل تلاش کیا اس دور میں بھی احکام کو حاصل کرنے کے بنیادی منابع تو قرآن و سنت ہی رہے مگر ان کے ساتھ ساتھ دیگر ادلہ سے بھی استفادہ کیا گیا ۔

اصول فقہ تابعین کے زمانہ میں

تابعین کا زمانہ علم کی وسعت اور ترقی کا زمانہ ہے اس میں اسلامی سلطنت کی حدود مشرق سے مغرب تک پھیلی ہوئی تھیں اس لیے انہیں مختلف قسم کے نئے مسائل کا سامنا کرنا پڑا اس لیے اس دور میں اصول الفقہ نے کافی ترقی کی مختلف مناہج وجود میں آئے جنہوں نے آگے چل کر مختلف مسالک کی صورت اختیار کی۔

احمد تیمور پاشا لکھتے ہیں کہ تابعین کے زمانہ میں اجتہاد نے ترقی کی اور مختلف مناہج اجتہاد وجود میں آئے ان مناہج کی مختلف خصوصیات تھیں ان تمام مناهج میں قرآن و سنت بنیادی دلیل کی حیثیت سے مشترک رہے اہل عراق کے ہاں نصوص میں اقوال صحابہ کے بعد قیاس کا غلبہ تھا اسی طرح اہل حجاز کے اجتہاد میں مصلحت غالب تھی۔ (16)

اس دور سے پہلے صحابہ کے دور تک اجتہاد کا مرکز مدینہ منورہ ہی تھا اگرچہ صحابہ کرام نے کوفہ ،یمن اور مصر میں بھی نور علم سے ان علاقوں کو روشن کیا اور حضرت علیؓ کے دور میں تو مرکز خلافت کوفہ قرار پایا مگر اس کے باوجود کافی حد تک مدینہ کو بنیادی مقام حاصل رہا مگر تابعین کے دور میں ایک بنیادی تبدیلی یہ آئی کہ عراق اور حجاز میں دو ایسے مکاتب فکر کی بنیاد پڑی جنہوں نے اسلامی فقہ اور اصول فقہ پر انتہائی گہرےنقوش چھوڑے اور آج علماء میں ان دونوں مکاتب فکر کے اثرات موجود ہیں ان مکاتب کواہل حدیث اور اہل الرائے کے نام سے جانا جاتا ہے ۔

اس دور تک اصول فقہ کی الگ سے شناخت نہیں تھی کیونکہ لوگوں کے پاس احادیث بہت بڑی تعداد میں موجود تھیں فلسفہ ابھی تک امت مسلمہ میں داخل نہیں ہوا تھا مسائل کافی حد تک سادہ تھے مگر اس دور کے بعد مسائل نے بہت زیادہ وسعت اختیاد کر لی فلسفہ کی آمد اور مملکت اسلامی کی سرحدوں میں وسعت نے بہت سے نئے مسائل کو جنم دیا جن سے نمٹنے لیے ایک ایسے علم کی باقاعدہ ضرورت محسوس کی گئی جو ایسے قواعد فراہم کرے جن کی بنیاد پر شریعت کی روشنی میں ان مسائل کا حل نکالا جائے ۔

علم اصول فقہ کا موجد کون ؟

علم اصول فقہ کی باقاعدہ بنیاد کس نے ڈالی اس کا موجد کون ہے اس بارے میں مندرجہ ذیل آراء موجود ہیں ۔

1- حسن صدرلکھتے ہیں کہ سب سے پہلے امام باقر ؒ نے اور ان کے بعد ان کے فرزند حضرت امام جعفر صادق ؒ نے علم اصول فقہ کی بنیاد ڈالی انہوں نے اپنے شاگردوں کو قواعد اصول فقہ املاء کرائے بعد میں آنے والوں نے ان قواعدکی بنیاد پر علم اصول فقہ کو مرتب کیا ان کی اس بارے متصل روایات ہم تک پہنچی ہیں اس حوالے سے مفصل کتب موجود ہیں جن میں سے مشہور یہ ہیں ۔

۱۔ اصول آل الرسول اسے سید شریف موسوی ہاشم بن زین العابدین الخوانساری الاصفہانی نے مرتب کیا ہے ۔

۲۔ الاصول الاصلیہ اسے علامہ عبداللہ بن محمد الرضا الغروی نے ترتیب دیا ہے یہ امام باقر علیہ السلام اور امام صادق علیہ السلام سے مروی اصول فقہ کی سب سے بہترین کتاب ہے ۔

۳۔ الفصول المھمۃ فی اصول الائمۃ اسے شیخ محدث محمد بن حسن بن علی بن الحر العاملی نے ترتیب دیا ہےسید حسن صدر نے اسی موضوع پر ایک اور جہت سے بھی بات کی ہے کہ علم اصول الفقہ کی بنیاد تو ائمہ نے رکھی اور اس موضوع پر پہلی باضابطہ کتاب امام جعفر صادق ؒ کے شاگرد ہشام بن حَکم نے لکھی ان کی کتاب مباحث الفاظ اور ظواہر پر مشتمل تھی ۔ (17)

محمد بن اسماعیل شعبان نے بھی کہا ہے کہ جعفریہ پہلے امام باقر ؒ اور پھر امام جعفر صادق ؒ کو علم اصول کا واضع کہتے ہیں۔ [18]

2۔ابوالوفا افغانی نے کہا ہے اصول فقہ میں سب سے پہلی تصنیف جسے میں جانتا ہوں وہ امام ابوحنیفہؒ کی مشہور کتاب الرای ہے جس میں طرق استنباط کو بیان کیا گیا ہے اس کے بعد صاحبان یعنی امام ابویوسف اور امام حسن شیبانی نے علم اصول فقہ پر کام کیا اور اس کے بعد امام شافعیؒ آتے ہیں اور انہوں نے اس علم پر کام کیا۔ [19]

3۔ ابن ندیم نے الفہرست میں لکھا ہے کہ محمد بن حسن الشیبانیؒ نے اصول میں کئی کتابیں لکھی ہیں جیسے ان کی کتاب اجتھاد و الرای کتاب استحسان اور اصول الفقہ شامل ہیں صاحب ھدیۃ العارفین نے ان کی ایک کتاب الاصل فی الفروع کا ذکر بھی کیا ہے استاد احمد امین کہتے ہیں محمد بن حسن شیبانیؒ نے کتاب لکھی تھی مگر وہ کتاب ہم تک نہیں پہنچی اگر وہ کتاب ہم تک پہنچتی تو ہم اس کتاب اور امام شافعیؒ کی کتاب کا موازنہ کرتے اور دیکھتے امام شافعیؒ نے اس کتاب سے کتنا استفادہ کیا ہے اور خود سے علم اصول میں کتنی اختراعات کی ہیں۔ [20]

4۔امام ابویوسفؒ کی تحریروں میں اصول فقہ کا لفظ تو ملتا ہے اب اس سے معنی لقبی مراد ہو یا معنی اضافی مراد ہو یہ لفظ استعمال کرنا ان کے اصولی منہج پر دلالت کرتاہے مناقب امام اعظم میں آیا ہے کہ ابو یوسف پہلے شخص ہیں جنہوں نے مذہب حنفیہ کے مطابق اصول فقہ لکھی شیخ مصطفی عبدالرزاق کہتےہیں سب سے پہلے ابویوسف نے مذھب حنفی کے اصول الفقہ پر بات کی ہے۔

5۔ یہ بات علماء کے درمیان مشہور ہے کہ علم اصول فقہ کے واضع امام شافعیؒ ہیں انہیں اس علم پر دوسرے تمام علماء سے سبقت حاصل ہے۔

امام فخرالدین رازی لکھتے ہیں لوگ اس بات پر متفق ہیں کہ علم اصول فقہ میں سب سے پہلی تصنیف امام شافعیؒ کی ہے۔ [21]

امام جوینی فرماتے ہیں امام شافعیؒ پر علم اصول فقہ میں تصنیف کرنے پر کسی کو سبقت حاصل نہیں ہے بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ابن عباس سے تخصیص العموم اور مفھوم کے موضوع پر کچھ نقل ہوا ہے میں کہتا ہوں جب ان سے نقل

ہوا تو بعد والوں نے اس پر کام کیوں نہیں کیا اسی طرح جب ہم تابعین اور تبع تابعین کی کتب کو دیکھتے ہیں تو اس میں اسے نہیں پاتے ۔

ابوزھرہ کہتے ہیں مجتہدین میں سے یہ بات امام شافعیؒ کے ساتھ خاص ہے کہ انہوں نے اصول استنباط کو معین کیا اس کے قواعد کلیہ کو بنایا اس سبقت کی بنیاد پر امام شافعیؒ واضع علم اصول ہیں۔ (22)

ابی الاسلام مصطفی بن محمد سلامہ نے کہا ہے کہ امام شافعیؒ علم اصول فقہ میں ایک الگ مستقل فن کی حیثیت سے لکھنے والے پہلے مصنف ہیں۔ (23)

جمہور کی رائے یہ ہے کہ علم اصول فقہ کے بانی امام شافعیؒ ہیں۔ (24)

اصول فقہ کی بنیاد کس نے رکھی اس حوالے سے مندرجہ بالا آراء پائی جاتی ہیں بات درست ہے کہ امام باقرؒاور امام جعفر صادقؒ نے اصول فقہ کے بہت سے قواعد بیان فرمائے جن پر فقہ جعفری کی بنیاد ہے او رانہیں املا بھی کرایا اسی طرح امام ابوحنیفہ اور ان کے شاگردوں کی تالیفات بھی ہیں مگر امام شافعیؒ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اصول فقہ پر جو کتاب لکھی وہ ہم تک پہنچی ہے ہشام بن حکمؒ اور دیگر کچھ علما کی جن کتب کا ذکر کیا گیا ہے وہ ہم تک نہیں پہنچیں اگر وہ پہنچتیں تو ہم ان کا تجزیہ کرتے کہ امام شافعیؒ نے ان کتب سے استفادہ کیا ہے یا خود امام شافعیؒ ہی اس علم کے موجد ہیں اس لیے جمہور کی رائے یہی ہے امام شافعیؒ نے ہی اس علم کو ایجاد کیا ۔

اصول فقہ کی مشہور کتب

تمام مسالک اسلامی نے اصول فقہ کو خاص اہمیت دی ہے اور بڑے علما نے اس پر کتابیں لکھی ہیں ہم مشہور مسالک کی چند کتب کو ذکر کرتے ہیں

1-المنار

یہ کتاب ابو البرکات حافظ عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی متوفی 710ھ نے تصنیف کی ان کی فقہ و اصول میں گراں قدر تصانیف ہیں ابو البرکات نسفی نے مدارک التنزیل و حقائق التاویل کے نام سے تفسیر تحریر کی جسے شہرت عامہ حاصل ہوئی۔ ان کی کتاب عقائد نسفیہ معروف ہے القند فی ذکر علمائے سمر قند ان کی یہ کتاب علماء کے حالات پر مشتمل ہے ۔

کتاب المنار کا متن فخر اسلام بزدوی اور شمس الائمہ سرخسی کے اصول الفقہ سے ملخص ہے اس میں انہوں نے اس بات کا خیال رکھا ہے کہ اصول بزدوی کی ترتیب کو ملحوظ رکھا جائے ۔

یہ کتاب کئی بار چھپ چکی ہے اور اس کا کامل نسخہ 1326ھ کو ترکی سے 34 صفحات میں چھپا تھا ۔[(25)]

المنار کی بہت زیادہ شروح لکھی گئی ہیں یہ اس کی مقبولیت کی دلیل ہے مشہور شروح مندرجہ ذیل ہیں ۔

1.کشف الاسرار فی شرح المنار: یہ مطبع البولاق مصر سے 1316ھ میں طبع ہوئی اس کے ساتھ ملا جیون کی شرح نور الانوار اور عبدلحلیم لکھنوی کا حاشیہ قمرالاقمار بھی تھا بعد میں دارلکتب العلمیہ بیروت نے 1406 ھ میں اسے دو جلدوں میں شائع کیا ۔
2.جامع الاسرار فی شرح المنار :یہ شر ح شیخ محمد بن محمد بن احمد الکاکی نے تحریر کی اسے مکتبہ مصطفی الباز مکہ مکرمہ نے 1418ھ ڈاکٹر فضل الرحمن افغانی کی تحقیق کے ساتھ پانچ جلدوں میں شائع کیا ۔
3.شرح المنار و حواشیہ من علم اصول : اسے شیخ عبداللطیف بن عبدالعزیز امین الدین فرشتا نے لکھا دارالطباعۃ ترکی نے 1306اسے ھ میں چھاپا ۔
4.شرح شیخ زین الدین عبد الرحمن بن ابی بکر ابن عینی یہ مختصر شرح ہے ۔
5.مشکاۃ الانوار فی اصول المنار : اسے علامہ ابن نجیم نے تحریر کیا اسے فتح الغفار بھی کہتے ہیں مطبع مصطفی البابی و اولادہ مصر سے 1355ھ میں چھپی ۔
6.افاضۃ الانوار علی اصول المنار : یہ شیخ عبدالعلی محمد بن نظام الدین محمد انصاری نے لکھی ۔

اس پر بہت سی مختصرات بھی لکھی گئی ہیں [26]

2.مختصر المنتھی یا المختصر الاصولی

اسے شیخ جمال الدین ابی عمرو عثمان بن عمر الاسکندری المالکی المعروف ابن الحاجب نے لکھا انہوں نے اسے اپنی کتاب منتھی الوصول والامل فی علمی الاصول و الجدل سے مختصر کیا یہ ایسی کتاب ہے جس کا حجم کم ہے ترتیب

اعلی ہے۔ علم سے بھری ہے۔ علمی دنیامیں عظیم نام ہے علم اصول کے مہم مسائل پر مشتمل ہے ۔

شروح

1.بیان المختصر : اسے علامہ شمس الدین ابی الثنا محمد بن عبدالرحمن ابن احمد اقصہانی نے لکھااسے مطبع دارمدنی للطباعۃ و النشر نے 1406ھ میں چھاپا ۔
2.ایک شرح قاضی عضد الملۃ شیخ عبدالرحمن بن احمد بن عبدالغفار الایجی نے تحریر کی یہ پہلی بار 1307ھ میں استنبول سے چھپی
اس میں مشہور علماء سعد الدین تفتازانی او رسیدشریف جرجانی کے حاشیے ہیں ۔
اس پر بہت سی شروح علما کرام نے لکھیں جو ابھی تک چھپ نہیں سکیں ان میں سے مشہور علامہ تاج السبکی اور محمد بن محمد البابرتی کی شروح ہیں ۔
مختصر المنتھی میں میں موجود احادیث کی تخریج پر بہت ساری کتب لکھی گئی ہیں ان میں سے اہم یہ ہیں

1. تحفۃ الطالب بمعرفۃ احادیث مختصر ابن الحاجب اسے حافظ عماد الدین الدمشقی نے تحریر کیا۔
2. المعتبر فی تخریج احادیث المنھاج و المختصر اسے علامہ بدر الدین زرکشی نے لکھا ۔
3. موافقۃ الخبر الخبر فی تخریج احادیث المختصر اسے حافظ علی بن احمد حجر العسقلانی نے تحریر کیا ہے ۔[27]

3۔الرسالۃ

1. الرسالۃ امام شافعیؒ کی شہرہ آفاق کتاب ہے اسے مام شافعی نے دو بار تحریر کیا ایک رسالۃ قدیمہ اور دوسری رسالہ جدیدۃ کہلاتی ہے رسالۃ قدیمہ مکہ مکرمہ میں تحریر فرمائی جس میں انہوں نے معانی قرآن ، قبول خبر واحد ،حجیت اجماع ،ناسخ و منسوخ کی بحث کی تھی یہ کتاب ہم تک نہیں پہنچی رسالۃ جدیدۃ ہم تک پہنچی ہے یہ انہوں نے مصر میں تحریر کی ہے امام شافعی نے اس کا نام الرسالۃ نہیں رکھا تھا انہوں نے اس کا نام الکتاب ،کتابی یا کتابنا رکھا تھا اسے رسالۃ اس لیے کہتے ہیں کیونکہ سے عبدالرحمان بن مھدی کو بھیجا تھا اس کتاب میں امام شافعی نے مندرجہ ذیل ابحاث کی ہیں ۔

2. اجتہاد ،تقلید ،اجماع اور حجیت اجماع ،اجماع اھل مدینہ ،حجیت استحسان ،مراسیل ،سنت ،عام وخاص ،قیاس مجمل اور نسخ جیسی ابحاث شامل کی ہیں -

3. مندرجہ ذیل لوگوں نے اس کی شروح لکھی ہیں 1- ابوبکر محمد بن عبداللہ الشیبانی 2- الجوزقی النشاپوری 3- محمدبن علی بن القفال 4- الکبیر الشاشی 5- ابو الولید حسان بن محمد نیشاپوری 6- ابوبکر محمد بن اعبداللہ الصیرفی 7- ابو زیدعبدالرحمن الجزوتی 8- وسف بن عمر-(28)

4-روضۃ الناظر

کتاب کا پو را نام روضۃ الناظر و جنۃالمناظر فی اصول الفقہ علی مذھب الامام احمد بن حنبل ہے اسے امام علامہ موفق الدین ابی محمد عبداللہ بن احمد بن قدامۃ المقدسی متوفی 620ھ نے تالیف کیا -

ابن بدران کہتے ہیں کہ جو مالکی فقہ کے اصول کو جاننا چاہتاہے یہ کتاب اس کے لیے سب سے بہترین کتاب ہے روضۃ الناظر کو علم اصول میں وہی مقام حاصل ہے جو فقہ میں المقنع کو حاصل ہے -

یہ کتاب مطبعہ سلفیہ قاھرہ سے 1378ھ میں اور جامعہ امام محمدبن سعود الاسلامیہ سے 1397ھ میں ابن قدامۃ و آثارہ الاصولیۃ کے نام سے ڈاکٹر عبدالعزیز کی تحقیق کے ساتھ دو جلدوں میں چھپی ہے مکتبہ الرشد ریاض نے اسے عبدالکریم النملہ کی تحقیق کے ساتھ تین جلدوں میں طبع کیا ہے-(29)

روضۃ الناظر پر لکھی گئی شروحات

1-نزھۃ الخاطر العاطر شرح روضۃ الناظر اسے شیخ عبدالقادر بن احمد بن مصطفی بدران نے تالیف کیا یہ دو جلدوں میں مکتبہ سلفیہ مصر سے چھپ چکی ہے -

2-مذکرۃ اصول الفقہ علی روضۃ الناظر اسے علامہ محمد امین بن مختار الشنقیطی نے تالیف کیا ہے اسے مکتبہ سلفیہ مدینہ منورہ نے طبع کیا ہے -

3 -اتحاف ذوی البصائر بشرح روضۃ الناظر اسے ڈاکٹر عبدالکریم النملہ نے تالیف فرمایا ہے اسے دار العاصمہ ریاض نے 1417ھ میں آٹھ جلدوں میں تالیف کیا ہے -

مختصرات علی روضۃ الناظر

1۔کتاب البلبل فی اصول الفقہ اسے نجم الدین سلیمان بن عبدالقوی الطوفی نے تالیف کیا ہے۔[30]

2۔مختصر الروضۃ اسے شیخ محمد بن ابی الفتح بن ابی الفضل البعلی نے تالیف کیا ہے یہ مخطوط شکل میں جامعہ ام القری مکہ مکرمہ میں موجود ہے۔[31]

5۔العدۃ فی اصول الفقہ

اس کے مصنف شیخ طوسی ہیں اور کتاب العدۃ بارہ ابواب پر مشتمل ہے ہر باب کی چند فصول ہیں۔ ابواب کی وسعت سے ان فصول کی تعداد میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے پہلا تعارفی باب ہے اس میں چھ فصول ہیں دوسرا باب خبرواحد سے متعلق ابحاث پر مشتمل ہے یہ کافی لمبا باب ہے کتاب العدۃ کا سب سے بڑا باب پانچواں باب ہے جس میں عموم و خصوص کی بات بحث ہے اس کی بائیس فصلیں ہیں کتاب العدۃ کی ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ اس میں دوسرے مسالک کی آراء کو نہ صرف جگہ دی گئی بلکہ ان پر مناسب بحث بھی کی گئی ہے ۔

علامہ القائینی کہتے ہیں کہ العدۃ کی دو قسمیں ہیں پہلی قسم اصول الدین اور اعتقادی مسائل پر مشتمل ہے اور دوسری قسم اصول الفقہ پر مشتمل ہے قدماء کی لکھی گئی کتب میں یہ سب سے بسیط کتاب ہے اس میں فقہ کے مبانی کو بھی ذکر کیا ہے جو اس دور میں کسی اور نے ذکر نہیں کیے علما کا کہنا ہے کہ اصول الفقہ میں اس وقت تک جتنا لکھا گیا ہے وہ شیخ طوسی نے جو تحریر فرمایا اس میں کسی حد تک آ گیا ہے ۔[32]

مشہور کتاب شناس آقائے بزرگ تہرانی فرماتے ہیں کہ العدۃ شیخ الطائفہ ابی جعفر محمد بن حسن بن علی الطوسی متوفی 460ھ کی تالیف ہے شیخ طوسی نے اسے دو قسموں میں تقسیم کیا ہے یہ اصول فقہ کی بنیادی کتاب ہے پہلی بار بمبئی سے 1312ھ میں چھپی تھی پھر حواشی کے ساتھ 1314ھ میں تہران سے طبع ہوئی۔[33]

مشہور علمائے اصول فقہ

1۔علامہ شاشی

آپ کا نام نظام الدین ابی علی احمد بن محمد بن اسحق ہے آپ اصول فقہ کی مشہور کتاب اصول شاشی کے مصنف ہیں اصول شاشی کو احناف کی اصول فقہ کی کتابوں میں ایک اہم مقام حاصل ہے ماواء النہر میں ایک شہر کا نام شاش ہے اسی شہر کی نسبت سے آپ کو شاشی کہا جاتا ہے امام ذہبی نے لکھا ہے کہ کہ آپ اپنے استاد شیخ ابی الحسن کرخی کی وفات کے بعد بغداد میں احناف کے رئیس بنے آپ مذہب کے عالم اور آپ کی قدر منزلت بہت بلند تھی (34)

ڈاکٹر شعبان نے لکھا ہے کہ آپ احناف کے شیخ تھے جب آپ مصر آئے تو مصر کے بعض علاقوں کے قاضی بنا دیے گئے آپ کا شمار مشہور فقہا میں ہوتا ہے آپ کا انتقال 344ہجری میں ہوا35

خطیب بغدادی نے لکھا ہے کہ آپ بہت لمبے عرصے تک تدریس سے وابستہ رہے یہاں تک کہ آپ کو فالج ہو گیا ابوبکر دامغانی کہا کرتے تھے کہ ابی علی سے زیادہ حفظ میں مہارت رکھنے والا کوئی اور نہیں ہے آپ کا انتقال 344ہجری میں ہوا۔ (36)

2. شیخ طوسی

آپ کا نام محمد بن حسن بن علی اور کنیت ابو جعفر تھی آپ بہت بڑے عالم صاحب فضل شخصیت تھے تفسیر ،حدیث،علم کلام ،لغت ،تاریخ ،فقہ اور اصول فقہ کے ماہر تھے اس کا اندازہ آپ کی تصانیف سے لگایا جا سکتا ہے آپ نے ہر فن میں ایک بیش قیمت ذخیرہ علمی میراث میں چھوڑا ہے کتب اربعہ میں سے دو بنیادی کتب آپ کی جمع کردہ ہیں قرآن کی بہت اعلی تفسیر آپ نے کی ہے اسی طرح فقہ میں آپ کی بہت سی کتب ہیں جن پر فقہ جعفری کی بنیاد استوار کی گئی ہے اصول فقہ میں العدۃ فی اصول الفقہ ایک بنیادی ماخذ ہے ابن حجر عسقلانی آپ کے متعلق لکھتے ہیں کہ ابو جعفر نے شیخ مفید سے تعلیم حاصل کی آپ نے مذہب امامیہ پر بہت سی کتب تحریر کی ہیں آپ نے قرآن کی تفسیر لکھی ہے اسی طرح آپ نے ان واقعات اور حکایات کو بھی جمع کیا ہے جو آپ کے استاد شیخ مفید کی مجلس درس میں پیش آتے تھے۔(37)

علامہ الخوانساری صاحب روضات الجنات لکھتےہیں کہ شیخ طوسی جلیل القدر عالم ہیں شیخ الطائفہ کے لقب سے معروف ہیں بہت بڑی شان کے مالکؒ ہیں ثقہ

اور صدوق ہیں احادیث اور علم رجال کے ماہر ہیں فقہ ،اصول الفقہ ،کلام ،ادب پر آپ کی تصانیف ہیں آپ نے ہر فن میں کتب تصنیف فرمائی ہیں آپ کی شخصیت علم و عمل دونوں سے مزین تھی۔(38)

تاج الدین السبکی نے آپ کے متعلق لکھا ہے کہ آپ شیعوں کے فقیہ تھے اور آپ نے مذہب شیعہ پر بہت سے کتب بھی لکھی ہیں آپ کی ایک تفسیر ہے جس میں آپ نے احادیث اور حکایات کو جمع کیا ہے آپ ہلال الحفار سے روایت کرتے ہیں اور آپ سے آپ کا بیٹا ابوعلی الحسن روایت کرتا ہے آپ کے کتاب خانے کو کئی بار جلایا گیا۔ (39)

امام ذہبی لکھتے ہیں کہ آپ بغداد کے معروف محلہ کرخ میں رہتے تھے پھر وہاں سے امیر المومنین حضرت علیؑ کے روضہ کے پاس منتقل ہو گئے اور آپ کا انتقال یہی محرم460ہجری میں ہوا ۔(40)

3۔ ابن حاجب

ابن حاجب ۵۷۰ ہجری میں پیدا ہوئے ان کا نام عثمان بن عمر بن ابی بکر بن یونس ابوعمرو جمال الدین بن الحاجب تھا آپ عالم عرب کے بہت بڑے عالم تھے آپ کی ولادت اسنا نامی جگہ پر ہوئی آپ اصل میں کرد تھے آپ کی پرورش قاہرہ میں ہوئی پھر دمشق تشریف لائے اور اسی میں سکونت اختیار کر لی آپ کا انتقال ٦۴٦ ھجری میں مصر کے شہر اسکندریہ میں ہوا آپ کے والد کا نام حاجب تھا آپ اسی نسبت سے معروف ہوئے آپ ایک فاضل فقیہ ،اصولی اور متکلم تھے آپ نے فن تحقیق، ادب اور شاعری میں بھی نام پیدا کیا اس حوالے سے علما کے اقوال ملاحظہ کیجیے ۔

ابن مھدی نے معجم میں کہا کہ ابن حاجب اپنے زمانے کی نشانی تھے عظیم فہم و فراست کےمالکؒ ہیں الفاظ اور ان کے معانی کے عالم ہیں ان کے قواعد کی بنیاد رکھنے والے تھے مذہب امام مالکؒ کے فقیہ تھے مصروشام میں رہے ۔

شیخ الشام شہاب الدین دمشقی نے کہا ہے ابن الحاجب علم و عمل دونوں میں دین کے رکن تھے علوم اصول اور شریعت کے ماہر تھے امام مالکؒ

کے مذہب پر یقین رکھتے تھے آپ ثقہ مصنف تھے علم اور اہل علم سے محبت کرتے تھے علم کو نشر کرتے تھے اور آنے والی مصیبتوں پر صبر کرتے تھے ۔

آپ کے مشہور شاگردوں میں شہاب الدین القرافی ، قاضی ناصرالدین ان کے بھائی منیرالدین اور ناصرالدین الزواوی زیادہ مشہور ہیں ان کی مندرجہ ذیل تالیفات مورد تحقیق ٹھہری ہیں1۔ الکافیہ فی النحو یہ علم نحو کی معروف کتاب ہے اسے صحیح سمجھنے والا عالم قرار پاتا ہے اس کتاب کی بہت زیادہ شروحات لکھی گئی ہیں علماء نے علم نحو میں اسے مغلق ترین کتاب قرار دیا ہے جس میں مطالب دقت کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں 2۔ المقصد الجلیل 3۔ الامالی فی النحو 4۔ منتھی السوال و الامل فی علمی الاصول و الجدل 5۔ مختصر منتھی السوال و الامل مختصر منتھی السوال و الامل اپنے فن کی بہترین کتاب ہے علماء نے اس پر اعتماد کیا ہے 6۔ شرح المفصل للزمخشری 7۔ کتاب فی العقیدہ 8۔ کتاب فی القرات 9 جامع الامھات فی فروع الفقہ المالکیؒ ۔

آپ نے ایک مصروف زندگی گزاری پہلے تحصیل علم اور پھر ترویج علم کی کوشش کرتے رہے آپ کا انتقال ۲۶ شوال ٦۴٦ ھجری کو ہوا۔[41]

4۔ امام شافعیؒ

آپ 150 ہجری میں غزہ فلسطین میں پیدا ہوئے آپ کا نام محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع ہاشمی قرشی مطلبی تھا آپ کی کنیت ابوعبداللہ تھی آپ اہلسنت کے چار اماموں میں سے ایک ہیں آپ دوسال کی عمر میں مکہ لائے گئے دوبار بغداد گئے پھر وہاں سے مصر تشریف لے گئے جہاں 199 ہجری میں آپ کا انتقال ہوا آپ کی قبر قاہرہ میں معروف ہے۔

آپ بہترین شاعر تھے اس کے ساتھ ساتھ ادب میں آپ کو اعلی مقام حاصل ہے آپ علم فقہ کے ماہر تھے علم قرات میں بھی ید طولی رکھتے تھے آپ نے تعلیم کا آغاز شعر و ادب سے کیا پھر فقہ اور حدیث کی طرف آئے جب آپ نے فتوی دینا شروع کیا تو آپ کی عمر صرف بیس سال تھی آپ انتہائی ذہین و فطین تھے ۔

آپ نے مکہ مکرمہ میں بزرگ اساتذہ سے علم فقہ کی تعلیم حاصل کی وہاں آپ نے امام مالکؒ کی شہرت سنی آپ کو ان سے پڑھنے کا شوق ہوا جب آپ مکہ سے چلنے لگے تو والی مکہ سے والی مدینہ کے نام خط لیا کہ والی مدینہ امام

مالکؒ کو بلا کر امام شافعیؒ کو پڑھانے کا کہے امام شافعی نے جب خط والی مدینہ کودیا تو والی مدینہ نے کہا امام مالکؒ تو کسی طور پر نہیں آئیں گے ہم ان کے پا س چلتے ہیں یہ دونو حضرات امام مالکؒ کے گھر آئے امام مالکؒ کو ملکر والی مدینہ نے امام شافعی کو شاگردی میں لینے کو درخواست کی امام شافعیؒ کی علم کی طرف رغبت دیکھ کر امام مالکؒ نے انہیں شاگردی میں قبول کر لیا اس طرح آپ نے اپنی علمی تشنگی کو امام مالکؒ کے درس علم سے بجھایا اور ان کی وفات تک انہی کے پاس رہے اس کے بعد کچھ عرصہ کے لیے امام شافعیؒ یمن تشریف لے گئے جہاں بعض انتظامی امور آپ کے سپرد کیے گئے یہاں بھی آپ نے اپنی علمی مصروفیات کو جاری رکھا ۔

امام شافعیؒ جدت فکر کے قائل تھے فرماتے تھے جب میں کسی بھی مسئلہ پر دلیل ذکر کروں یا کوئی بھی علمی بھرھان قائم کروں اور تمہاری عقول اسے قبول نہ کر رہی ہوں تو اسے ہرگز قبول نہ کرو کیونکہ عقل حق کو قبول کرنے کے لیے مضطر رہتی ہے آپ علم میں گہری تحقیق کے قائل تھے اور کسی بھی علم میں تخصص کا کہتے تھے طلبہ کو ترغیب دیتے تھے کہ وہ کسی بھی علم یا فن میں تخصص حاصل کریں فرماتے تھے میں کوئی صاحب فن نہیں دیکھا جس کا صرف ایک ہی فن ہو اور اس نے مجھ پر غلبہ نہ پایا ہو اور کوئی ایسا صاحب فن نہیں دیکھا جو دو فنون کے ساتھ ہواور میں نے اس پر غلبہ نہ پایا ہو۔

تلامذہ امام شافعیؒ نے درس کو کبھی ترک نہیں کیا جہاں بھی گئے درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا آپ کا حلقہ درس ہمیشہ طلاب سے پر رہا آپ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ نے مسجدالحرام اور مسجد نبی میں حلقہ درس قائم کیا اسی طرح عراق ،یمن بغداد اور مصر میں بھی آپ نے تدریس فرمائی ان تمام جگہوں پر بے شمارلوگوں نے آپ سے کسب فیض کیا جن میں مشہور امام احمد بن حنبل ،احمد بن خالد ،احمد بن محمد بن سعید الصیروفی ،محمد بن عبداللہ ،محمد بن شافعی اور اسحاق بن راھویہ زیادہ معروف ہیں آپ بواسیر کے مریض ہو گئے تھے اور آپ کا انتقال اسی مرض میں ہوا آپ کو اہل مصر نے بڑی عقیدت سے سپرد قبر کیا ۔(42)

امام شافعیؒ کی یہ کتب مشہور ہیں 1-الرسالۃ2-کتاب الحجہ 3-الام بہت بڑی فقہی کتاب ہے 4-احکام القرآن بہت بڑی کتاب ہے امام شافعیؒ جس سے امام شافعیؒ کی

علمیت کا اندازہ ہوتا ہے 5 ۔ابطال الاستحسان یہ کتاب استحسان کی رد میں لکھی۔[(43)]

5۔ ابن القدامہ

آپ کا نام عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ المقدسی ثم الدمشقی الحنبلی ہے آپ 541ھ کو فلسطین کے شہر نابلوس میں پید ا ہوئے آپ کی کنیت ابومحمد اور لقب موفق الدین تھا آپ بہت بڑے فقیہ تھے اور آپ کا شماربڑے حنبلی علما میں ہوتا ہے آپ نے 561ھ میں بغداد کا سفر اختیار کیا اور بغداد میں چار سال تک مقیم رہے اس کے بعد واپس دمشق آئے اور یہیں مقیم ہو گئے اور آپ کا انتقال 620ھ کو دمشق میں ہی ہوا آپ کے علمی مقام کا اندازہ اس بات سے گایا جا سکتا ہے کہ آپ کی بات مذہب حنبلی میں دلیل کی حیثیت رکھتی ہے آپ بہت بڑے صاحب نظر محقق تھے آپ فتوی دیا کرتے تھے بہت سے علوم کے ماہر تھے زاہد عبادت گزار اور بہت خوش اخلاق تھے آپ کثرت سے قرآن پاک کی تلاوت کرتے تھے اور اسی طرح سے بہت زیادتھے آپ روزے رکھتے تھےڈاکٹر شعبان نے لکھاہے کہ آپ کی مجلس فقہا اور محدثین سے پر رہتی تھی اس سے علم سے آپ کی محبت اور علما کے درمیان آپ کے مقام و منزلت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔[(44)]

خلاصہ

اصول فقہ کا شماری بنیادی اور اہم اسلامی علوم میں ہوتا ہے یہ عقل و نقل کا حسین امتزاج ہے نبی اکرمﷺ اور صحابہ کرام کے زمانہ میں ایسی بہت سی مثالیں ملتی ہیں جن میں صحابہ کرام اصول فقہ کے اصولوں کو استعمال کرتے اور ان کی روشنی میں شرعی احکام کو اخذ کرتے نظر آتے ہیں صحابہ کرام کے زمانہ میں اصول فقہ بالکل ابتدائی شکل میں تھا تابعین کے زمانہ میں اصول فقہ میں وسعت آتی ہے اصول فقہ کے موجد کے بارے میں کئی آراء موجود ہیں جن میں امام ابوحنیفہ ؒ ،ابویوسف ؒ ،شیبانی ؒ، امام باقر ؒاور امام جعفرصادق ؒ کو علم اصول فقہ کا بانی قرار دیا گیا ہے مگر اصول فقہ پر پہلی کتاب جو موجود ہے وہ امام شافعی ؒ کی الرسالۃ ہے اسی لیے جمہور کی رائ یہ ہے کہ امام شافعی ؒ ا صول فقہ کے بانی ہیں الرسالۃ ، المنار،روضۃ الناظراور العدۃ

فی اصول الفقہ اصول فقہ کی اہم کتب ہیں امام شافعی ، علامہ شاشی ؒ ،شیخ طوسی ؒ ،ابن حاجب ؒ اور ابن قدامہ ؒ نے اصول فقہ پر اہم کتب لکھی ہیں

حوالہ جات

[1] ۔ابن خلدون ،علامہ عبدالرحمن بن خلدون ، مقدمہ ابن خلدون،ط/11،مترجم مولانا راغب رحمانی ، نفیس اکیڈمی اردو بازار ،کراچی ، ۲۰۰۱، ص:2/ ۲۹۱

[2] ۔ ڈاکٹر محمود غازی ،علم اصول الفقہ ایک تعارف ، شرعیہ اکیڈمی بین الاقوامی یونیورسٹی ، اسلام آباد، ۲۰۰۵ ء،ص:۱۰

[3] ۔الاسنوی،جمال الدین ابی محمد عبدالرحیم بن الحسن،تحقیق دکتور محمد حسن ہیتو،التمہید فی تخریج الفروع علی الاصول،ط/ا ،مؤسسہ الرسالۃ ،بیروت، 1981ء،ص:43

[4] ۔قرافی، شہاب الدین احمد بن ادریس بن عبدالرحمن مصری ،تحقیق شیخ عادل احمد و شیخ علی محمد معوض ،نفائس الاصول شرح المحصول ،ط/ا ،مکتبۃ نزار المصطفی الباز ، 1995 ء، ص:35/1

[5] ۔ایضاً، ص:100/1

[6] ۔الشاشی،انظام الدین ابی علی احمد بن محمدبن اسحق،اصول الشاشی،ط/ا ،تحقیق عبداللہ محمدالخلیلی،دارالکتب العلمیہ ، 2002ء ،ص:7

[7] ۔ احمد بن حنبل ،مسند امام احمد بن حنبل، باب حدیث معاذ،حدیث نمبر 22061 ،مؤسسۃ الرسالۃ للطباعۃ والنشر والتوزیع،بیروت،طبعہ ثانیہ 2008ء،ص:382/36 الترمذی ، ابی عیسی محمد بن عیسی بن سودہ الترمذی ، جامع الترمذی مع الشمائل النبوی ،قرآن محل ، کراچی سال اشاعت ندارد،ص:193/1 ابی یعلی،امام ابی یعلی احمد بن علی ،مسند ابی یعلی الموصلی ،حدیث نمبر:1017،ط/1،دارالکتب العلمیۃ ،بیروت، 1998ء، ص:441/2

[8] ۔ ڈاکٹر محمود احمد غازی ، علم اصول الفقہ کا ایک تعارف ، ص: ۲۷

[9]- بخاری ،محمد بن اسماعیل ، الجامع الصحیح ،ط/4،کتاب التفسیر ، باب قولہ والذین یتوفون منکم ،حدیث نمبر:4532 ،مکتبہ عصریہ ،بیروت ، 1998ء ،ص1371

[10]- ڈاکٹر محمود احمد غازی ، علم اصول الفقہ کا ایک تعارف ، ص: ۲۹

[11]- مالك بن أنس أبو عبدالله الأصبحي، موطأ الإمام مالك، تحقيق : د. تقي الدين الندوي، کتاب الاشربہ ، باب ماجاء فی حد الخمر ،ط/ا،، دار القلم، دمشق،1413 ھ ،ص80/3

[12]- ڈاکٹر محمود احمد غازی ، علم اصول الفقہ کا ایک تعارف ، ص: ۲۹

[13]- بهیقی ، امام ابی بکر احمد بن حسن بن علی بن البهیقی ، السنن الکبری ،ط/2، تحقیق محمد عبدالقادر عطا ، دارالکتب العلمیة ، ۲۰۰۳ء ،ص :8/۴۳

[14]- عبد الرزاق ،أبو بكر عبد الرزاق بن همام الصنعاني، مصنف عبدالرزاق،ط/2، کتاب العقول ، باب من افزعہ السلطان الکتاب ،حدیث نمبر: 18010 ،تحقيق : حبيب الرحمن الأعظمي ، المكتب الإسلامي ، بيروت، 1403ھ ،ص:458/9

[15]- البيهقي ، أبو بكر أحمد بن الحسين بن علي، السنن الكبرى وفي ذيله الجوهر النقي،باب مایقضی بہ القاضی و یفتی بہ،حدیث نمبر: 20844،ط/ا، مجلس دائرة المعارف النظامية الكائنة في الهند ببلدة حيدر آباد،1344ھ،ص:431/2

[16]-باشا،علامہ احمد تیمور،المذاهب الفقهیہ الاربعہ ،ط/ا ،دار القاری ،بیروت ، 1990ء،ص: 22

[17] -آیة الله سید حسن الصدر ، تاسیس الشیعة لعلوم الاسلام،ط/ا ،ذوی القربی ،قم ، ۱۳۳۴ ھ ،ص:310 ابن ندیم، الفہرست،ط/2، مترجم اسحق بھٹی، ادارۃ ثقافت اسلامیہ ،لاہور ، 1990ء، ص: ۴۲۷ تلمسانی،نفائس الاصول، ص:43/1 لنکرانی،محمد فاضل موحدی،اصول فقہ شیعہ ،ط/ا ،مرکز فقہی ائمہ اطہار،قم ، ص:45/1 القائینی ،علم الاصول، تاریخا و تطورا،ط/ا ،مکتب الاعلام الاسلامی،قم ، 1405ھ ،ص:43

[18] -شعبان ، محمد بن اسماعیل شعبان ، اصول الفقہ نشاتہ و تطورہ و الحاجة الیہ ، مکتنة جعفر الحدیثیہ ، قاہرہ ،مصر ، ص: ۳۴

[19]-السرخسی ، ابوبکر محمد بن احمد السرخسی ، اصول السرخسی،ط/ا ،تحقیق ابوالوفا الافغانی ، دارالمعرفة ، بیروت ۱۹۷۳ ء ، ص:1/ ۳ تلسمانی،نفائس الاصول،ص44/1

[20] -ابن ندیم ، الفہرست ،ص۳۸۷ تلسمانی،نفائس الاصول، ص:44/1

[21]-ابن تلسمانی ، عبدالله بن محمد بن علی شرف الدین ابومحمد الفہری المصری ، شرح المعالم فی اصول الفقہ ،ط/ا ، عالم الکتب للطباعة والنشر و التوزیع ،بیروت ، لبنان ، ص: ۲۱

[22]- شوکانی ، الامام العلامہ محمد بن علی بن محمد ،ارشاد الفحول الی تحقیق الحق من الاصول ،ط/3، دار الکتاب العربی ،بیروت ،2003 ، ،ص:۸۳/1

[23]-ابی اسلام ،مصطفی بن محمد بن سلامہ ، التاسیس فی اصول الفقہ علی ضوء الکتاب و السنة ،ط/ا ، دارالقبس لنشر و التوزیع ، ۲۰۰۹ء،ص: ۲۵

[24]-تلسمانی،نفائس الاصول، ص:43/1

[25]-عبدالعزیز بن ابراھیم بن قاسم ،الدلیل الی المتون العلمیۃ ،ط/ا ،دارالعلمی للنشر و التوزیع ،ریاض، 2000ء، ص: 282

[26]- ایضاً ،ص:284

[27]-عبدالعزیز بن ابراھیم بن قاسم ،الدلیل الی المتون،ص:299

[28]-الشافعی ، الامام ابی عبداللہ محمد بن ادریس ،الرسالۃ،ط/ا ،دار الکتاب العربی ،بیروت ، 1999ء ،ص: 31 - 32

[29]-عبدالعزیز ،الدلیل الی المتون العلمیۃ ، ص:339

[30]- عبدالعزیز ،الدلیل الی المتون العلمیۃ ، ص:340

[31]- عبدالعزیز ،الدلیل الی المتون العلمیۃ ،ص:341

[32]- القائینی،علم الاصول،ص:155

[33]تہرانی،آقائے بزرگ،الذریعہ الی تصانیف الشیعہ،دارالاضواء،بیروت ،طبع الثانیہ سن ،ص:227/15

[34]-ذہبی،تاریخ الاسلام،344ھ کے حالات،ص:292

[35]شعبان، محمد اسماعیل ، اصول الفقہ تاریخہ و رجالہ،ط/ا ، دارالسلام للطباعیہ والنشر والتوزیع و الترجمہ ،قاہرہ ، ۲۰۱۰ء ،ص:111

[36]-بغدادی،تاریخ بغداد ،ص:392/4

[37]-ابن حجر،امام شہاب الدین ابی الفضل احمد بن علی عقلانی،لسان المیزان،مؤسسہ الاعلمی للمطبوعات ،بیروت، طبع ثالثہ 1986ء،ص:135/5

[38]-خوانساری،علامہ مرزا محمد باقر موسوی،روضات الجنات فی احوال العلما و السادات ،الدار الاسلامیہ للنشر و التوزیع،بیروت، 1991ء،ص:201/6

[39]-السبکی،تاج الدین ابی نصر عبد الوھاب بن علی بن عبد الکافی ، طبقات الشافعیہ الکبری،تحقیق،عبدالفتاح،دار احیاء الکتب العربیہ،قاہرہ ،ص:126/4

[40]-الذہبی،تاریخ الاسلام،460 ہجری،ص:491،490

[41]- شعبان ، اصول الفقہ ،ص: ۳۰۷ - ۳۰۸

[42]- شعبان محمد اسماعیل،اصول الفقہ،ص:63-69

[43]-الحفناوی،مصطلحات الفقہاء و الاصولیین ،ص:129

[44]-شعبان محمد اسماعیل،اصول الفقہ،ص:231،230